حضرت یوسف علیہ السلام

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ ط

اس قرآن کے ذریعہ جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ہم تم سے بہتر بہتر قصہ بیان کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کو احسن القصص کے نام سے یاد فرمایا ہے یہ شروع سے اخیر تک عجیب و غریب بھی ہے اور اخلاق کی اعلیٰ باتوں سے مملو بھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام خدا کے برگزیدہ بندے تھے اس لئے سب سے بڑا سبق عبدیت کا ملتا ہے اور صاف نظر آتا ہے کہ اللہ والے عبدیت کے دائرے سے کوئی قدم باہر نہیں رکھتے اور درحقیقت بیشک ایسا نہ کیا جائے روحانیت اور خدا پرستی کا دعویٰ ہیچ ہے

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب | إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ إِلَىٰ آخر رکوع

حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا اور اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا کہ اے والد بزرگوار میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ گیارہ تارے اور سورج اور چاند مجھکو سجدہ کر رہے ہیں

حضرت یعقوب علیہ السلام سمجھ گئے اور اس کا مطلب معلوم کیا کہ گیارہ تاروں سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ہیں اور چاند اور سورج ان کے ماں باپ ہیں۔ چونکہ بھائیوں کے رشک و حسد کا خوف تھا اس لئے منع کر دیا کہ اے یوسف اللہ تعالیٰ تم کو برگزیدہ کرنے والا ہے اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ بیان کرنا ورنہ وہ تمہارے خلاف کوشش کریں گے

بھائیوں کی بدسلوکی | لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ إِلَىٰ آخر رکوع

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری حسن میں بھی بے نظیر کیا تھا اور باطنی حسن میں بھی اور اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ ہر شخص آپ کا گرویدہ ہوتا خصوصاً ماں باپ کی محبت کے کیا کہنے اُن کی آنکھوں میں تو اُن کا جو کچھ وقار ہوتا بجا تھا۔ مگر یہ بات بھائیوں کو کب پسند آسکتی تھی وہ بھی علاتی بھائی

محبت کا یہ خاصہ ہے کہ محبوب کے سوا وہ دوسروں سے آنکھ پھیر لینے پر محب کو مجبور کر دیتی ہے اگر حضرت یعقوب علیہ السلام دوسرے بیٹوں کی طرف کم متوجہ تھے تو اس میں ان کا کچھ قصور نہ تھا اور یہ آئین محبت کے عین مطابق تھا۔ مگر بیٹوں نے اُلٹی تدبیر سوچی کہ ان کے محبوب ہی کو ان سے جدا کر دیا جائے تاکہ ان کے لئے جگہ خالی ہو جائے اور باپ کے دل میں بجائے یوسف کے ان کی محبت سما جائے حالانکہ وصل سے زیادہ ہجر میں محبت بڑھ جایا کرتی ہے اور ایسا ہی ہوا بھی

ہونے والی بات شاید یوسف علیہ السلام نے خود ہی اپنا خواب اپنے بھائیوں سے کہدیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے پیغمبری کی آنکھ سے جو کچھ دیکھ لیا تھا جس کی بنا پر حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب کے بیان کرنے سے منع کیا تھا وہ بات پوری نہ ہوئی اور بھائیوں نے آخر کار دشمنی پر کمر باندھ لی مشورہ یہ طے پایا کہ کسی کنوئیں میں ڈال دینا چاہیے تاکہ قافلے والے غلام بنا کر کسی دور دراز مقام پر بیچ ڈالیں۔ اس کے لئے ایک حیلہ تراشا اور باپ سے کہا کہ ہم جنگل کی سیر کو جاتے ہیں یوسفؑ کو بھی ہمارے ساتھ جانے دیجیے پہلے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے انکار کیا اور کہا کہ یوسفؑ کا تمہارے ساتھ جانا مناسب نہیں وہ چھوٹا ہے ممکن ہے کہ تم سیر و شکار میں مشغول ہو اور یوسفؑ کو کوئی بھیڑیا آکر کھا جائے۔ بات کا یہ بھی ایک پہلو تھا ورنہ سارا خدشہ تو ان ہی بھیڑیوں سے تھا جو بھائی کی شکل میں نمودار ہوئے تھے

بیٹوں نے کہا! اے باپ ہمارے لئے یہ بڑے شرم کی بات ہوگی کہ ہماری موجودگی میں ہمارے بھائی کو بھیڑیا کھا جائے اور ہم اپنی قوت و توانائی منہ دیکھتے رہ جائیں۔

بہر حال حضرت یعقوب علیہ السلام مشیت ایزدی سے مجبور تھے اور ممکن ہے کہ بھائیوں نے بھر

حضرت یوسفؑ ہی سے یہ کام لیا ہو کہ باپ سے اصرار کرکے ہمارے ساتھ چلنے کی اجازت حاصل کریں چنانچہ باپ نے بیٹوں کا کہنا مان لیا اور اپنے لخت جگر کو خود ہی اپنے سے جدا ہوجانے کی اجازت دیدی۔

بھائیوں نے جنگل میں لیجاکر پہلے تو حضرت یوسف علیہ السلام کا کپڑا اتار لیا پھر معلوم نہیں اور کیا کیا بدسلوکیاں کیں اور اخیر میں ایک گہرے کنویں کے اندر ڈالدیا اور کُرتے پر کسی جانور کا خون ڈالکر روتے ہوئے باپ کے پاس آئے اور بولے کہ اے باپ ہم کھیل میں مشغول تھے کہ یوسف کو بھیڑیا آکر کھا گیا۔ باپ نے جس دل سے سنا ہوگا اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے، بیٹوں سے بولے کہ یہ تمہارے دل کی بنائی ہوئی بات ہے' یہ کیونکر ممکن ہے کہ یوسف کو تو بھیڑیا کھاجائے لیکن اُن کے کپڑے کو کچھ نقصان نہ پہنچے۔ خیر ہم صبر کرتے ہیں' صبر کا پھل بہت میٹھا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام پر اُس اثنا میں کیا گزری اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور معلوم نہیں کتنا وقت گزرنے پر یہاں ایک قافلہ وارد ہوا اور پانی نکالنے کے لئے آدمی نے کنویں میں ڈول ڈالا تو اس میں حضرت یوسف علیہ السلام بیٹھکر باہر نکل آئے۔ قافلہ والوں کو مفت کا مال ہاتھ آیا اور ابھی یہ اسی خوشی میں تھے کہ بھائی بھی آپہنچے اور اپنا بھاگا ہوا غلام بتاکر چند کھوٹے سکوں پر اپنے بھائی یوسفؑ جیسی جنس کو بیچ ڈالا۔ اس سے اُن کا یہ مطلب تھا کہ یوسف علیہ السلام ذلیل ہوں اور ایسی جگہ پہنچ جائیں جہاں سے پھر باپ کے پاس کبھی آہی نہ سکیں

حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِن مِّصْرَ لِامْرَأَتِهِ ۔ الی آخر رکوع

قافلہ والے مصر میں پہنچے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بطور غلام کے بیچ ڈالا۔ حسین کو مملکت مصر کے وزیر اعظم عزیز مصر نے خریدا اور اپنی بیوی سے کہا

لیجا کر کہا کہ ہم اس کو اپنا لڑکا بنائیں گے اس لئے اس کو اسی عزت اور شان کے ساتھ رکھنا چاہیے
حضرت یوسف علیہ السلام جب سن بلوغ کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری عنایت کی اور
اب ان کا حسن و جمال بھی شباب پر تھا اور ضرور تھا کہ اس وقت بھی آزمائش کی کسوٹی پر کسے
جائیں۔ چنانچہ عزیز مصر کی بی بی جو خود بھی بہت حسین و جمیل تھی ان پر عاشق ہوئی ایک دن اپنے
کمرے میں بند کر کے ناجائز کام پر آمادہ کرنا چاہا! آپ نے کہا! معاذ اللہ ایسا نہیں ہو سکتا،
میرے مالک نے تو مجھ پر نوازشیں کیں اور میں اس کی امانت میں خیانت کروں یہ صریح ناانصافی
ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ ناانصافوں کو فلاح نہیں ہوتی۔ آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ پیچھا
چھڑا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور عزیز مصر کی بیوی زلیخا بھی ان کے پیچھے دوڑی اور دامن پکڑ لیا، دامن پھٹ
گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام دروازے سے باہر نکل گئے
عزیز مصر بھی اتفاق سے اسی وقت دروازے پر پہنچا! اور یوسف علیہ السلام کو پریشان دیکھکر سبب پوچھتا ہوا گھر میں لے
آیا، حضرت یوسفؑ نے تو ابتک امر واقعہ کا اظہار نہیں کیا تھا مگر چونکہ زلیخا ڈری ہوئی تھی زلیخا نے سمجھ لیا کہ اسے میری بات ضرور
کہدی ہوگی لہٰذا الٹے الزام دینے لگی کہ یوسفؑ نے میرے ساتھ برا ارادہ کیا تھا اس کو قید کی سزا ہونی چاہیے
اب حضرت یوسف علیہ السلام کا خاموش رہنا گناہ تھا اس لئے آپؑ نے سچ سچ بات کہدی۔
عزیز مصر نے کہا تمہارے قول کی تصدیق کیونکر ہو، اس الزام سے بری ہونے کے لئے تم کو
گواہ پیش کرنا چاہیے، اس پر اسی خاندان کے ایک شخص نے کہا کہ اگر یوسفؑ کا کرتا آگے کی طرف سے
پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے اور اگر پیچھے سے چاک ہے تو زلیخا جھوٹی ہے اور یوسفؑ سچا ہے۔
عزیز مصر نے دیکھا کہ کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو اس کو یقین ہو گیا کہ یہ ساری شرارت زلیخا
کی ہے اس لیے حضرت یوسفؑ سے تو کہا کہ اے یوسف جانے دو معاف کرو، اس بات کو کسی سے نہ کہنا
اور پھر زلیخا کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ بیشک تو ہی گنہگار ہے اپنی حرکت سے توبہ کر۔

حسنِ یوسفؑ اور زنانِ مصر

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ اِلٰی آخر رکوع

جس طرح مشک کی خوشبو اُڑتی ہے اسی طرح عشق کی خبر بھی پھیلتی ہے، زلیخا کے عشق کا چرچا بھی ہر جگہ ہونے لگا، شہر کی کچھ معزز عورتوں نے خصوصیت کے ساتھ زلیخا کو اس بات کا طعنہ دیا کہ اپنے غلام سے محبت کرتی ہے۔

زلیخا نے ایک دن ان عورتوں کی دعوت کی اور پھلوں کے ساتھ ایک ایک چھری بھی رکھدی اور عین وقت پر حضرت یوسفؑ کو کمرے سے برآمد کیا، عورتوں نے ان کی خوبصورتی کو دیکھا تو آپے میں نہ رہیں، ہوش جاتے رہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ پھلوں کے بدلے اپنے اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا، اور بول اٹھیں اللہ کی قسم یہ تو آدمی نہیں کوئی بزرگ فرشتہ ہے" اس پر زلیخا نے کہا کہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم ہم کو ملامت کرتی تھیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے خواہش تو ضرور کی تھی مگر اس نے توجہ نہ کی اور اگر یہ اپنی ضد پر قائم رہا تو میں اس کو ضرور قید کرادوں گی، زنانِ مصر نے بھی ڈورے ڈالے لیکن آخر میں زلیخا کی رائے سے اتفاق کیا کہ قیدخانہ ہی اس کا علاج ہے جب وہاں کی مصیبتیں دیکھے گا تو آپ ہی راہ پر آجائے گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے کو اس مصیبت میں گھرا ہوا دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا کی کہ اے اللہ یہ عورتیں مجھ کو جس طرف بلا رہی ہیں اس پر میں قیدخانے کو ترجیح دیتا ہوں" دعائے یوسفی" قبول ہوئی اور عزیزِ مصر نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ یوسفؑ کو قید کردیا جائے

قیدِ یوسفی

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ط اِلٰی آخر رکوع

حضرت یوسف علیہ السلام قید کردیئے گئے۔ عبادت کے بعد حق کی تعلیم و تبلیغ میں گزرنے لگی۔ ان کے ساتھ دو قیدی اور بھی داخل ہوئے تھے جو شاہی ملازم تھے اور

بادشاہ کی جان لینے کی سازش میں گرفتار ہوئے تھے۔ ایک روز ان دونوں نے کہا کہ اے یوسفؑ میں نے خواب دیکھا ہے کہ شاہی جام میں انگور کا شیرہ نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا! میرا خواب یہ ہے کہ میں اپنے سر پر روٹی کا ٹوکرا اٹھائے ہوا ہوں اور پرندے اس کو کھا رہے ہیں۔

شاید اسلئے کہ ابھی ایک کے خواب کی تعبیر بھی نہیں تھی حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک دوسرا ذکر چھیڑ دیا کہ کہو تو ہم اس بات کی پیش گوئی کریں کہ آج جو جیل کا کھانا تمہارے لئے آئیگا وہ کیا ہے کیسا ہے اور اس کا کیا نام ہے" انھوں نے جواب دیا کہ ایسی باتیں نجومی اور جادوگر ہی بتا دیتے ہیں اس پر آپ نے پہلے شرک و بت پرستی کی برائی بیان کی اور توحید پرستی کی تعلیم دی پھر پیغمبرانہ نصیحت کی اور اس کے بعد فرمایا!

اے قیدیو! اپنے خواب کی تعبیر سنو! ایک جو آبدار ہے وہ تو رہا ہو جائے گا اور پھر شاہی خدمت پر مامور ہوگا لیکن دوسرا دار پر کھینچا جائے گا اور پرندے اس کے سر کا بھیجا کھائیں گے" پھر آبدار سے کہا کہ تو جب رہا ہو کر بادشاہ کے حضور میں پہنچنا تو میرے اس بے قصور قید ہونے کا ذکر بھی کرنا۔ مگر اللہ تعالیٰ کو کب منظور تھا کہ اس کا خاص بندہ دوسرے کا آسرا سہارا بھی ڈھونڈے۔ اس لئے آبدار بادشاہ سے آپ کا ذکر کرنا بھول گیا اور آپ کئی برس تک قید ہی میں رہے۔

بادشاہ مصر کا خواب اور حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ إلى آخر رکوعہ۔

مصر کے بادشاہ ریان نے بھی ایک عجیب و غریب اور خوفناک خواب دیکھا جس کی

اپنے لوگوں سے تعبیر چاہی مگر سب عاجز رہے۔ اب آبدار کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اُس نے بادشاہ سے ذکر کیا اور اُس کی اجازت سے بادشاہ کے خواب کی تعبیر دریافت کرنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس قید خانے میں آیا۔ خواب یہ تھا کہ سات موٹی گایوں نے سات دبلی گایوں کو کھالیا اور سات ہری بالیوں نے سات سوکھی بالیوں کو لپٹ کر خشک کر دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر یہ بتلائی کہ سات موٹی گایوں سے مراد سات پیداوار کے سال ہیں اور سات دبلی گایوں سے قحط سالی کے سات سال مراد ہیں اسی طرح سات سبز بالیوں اور خشک بالیوں کا بھی یہی مطلب ہے ساتھ ہی علاج بھی بتا دیا کہ سات برس تک مسلسل کھیتی کرو اور اُس کے اناج کو بھُس سے جُدا نہ کرو بالیوں ہی میں رہنے دو تاکہ کیڑا اور گھُن خراب نہ کرے۔ اور اُس مدت میں ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کیا جائے کیونکہ اس کے بعد ہی سات برس تک مسلسل خشک سالی رہیگی جس میں وہ جمع کیا ہوا غلہ صرف کیا جائے اس کے بعد کال کے سمئے گزر جائیں گے اور خوشحالی کی گھڑی آئیگی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے سر پر تاج شاہی۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ إلى آخر رکوع۔ شاہ ریان نے ساقی کی زبانی اپنے خواب کی تشفی بخش تعبیر سنکر حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے پاس طلب کرنے کے لئے آدمی روانہ کیا۔ مگر آپ نے قید سے نکلنے سے اُس وقت تک کے لئے انکار کر دیا جب تک کہ آپ پر جو الزام ہیں ان سے بریت نہ ہو جائے آپ نے شاہ ریان کے پاس کہلا بھیجا کہ ذرا ان عورتوں سے ہمارے متعلق دریافت کرے جنہوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ بادشاہ نے

ان عورتوں کو طلب کیا اور حالات دریافت کئے تو سب نے ایک زبان ہو کر ان کی پاکی کا اقرار کیا۔ اور عزیز مصر کی بیوی نے بھی صاف صاف کہہ دیا کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں، اور سارا قصور ہمارا ہے۔

بادشاہ مصر نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ اے یوسف علیہ السلام سب عورتوں نے تمہاری پاکی کا اقرار کر لیا اب تم آ جاؤ اور ان کو ان کے کرتوت کی سزا ملے گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا مقصد اس سے سزا دلوانا نہیں تھا بلکہ یہ منظور تھا کہ ایک تو عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ اس کے گھر میں رہ کر میں نے برا کام نہیں کیا اور اس کے پیچھے اس کے پرورش کرنے کا حق ادا کیا اور دوسرے یہ کہ ہر شخص یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ برے کام کرنے والوں کی ہدایت نہیں کرتا اور یہ بھی جو میں کہہ رہا ہوں تو اس لئے نہیں کہ خدانخواستہ اس پر مجھ کو غرور ہے نہیں بلکہ اپنے پروردگار کی شکر گزاری منظور ہے۔

شاہ مصر حضرت یوسف علیہ السلام کے اوصاف سے پوری طرح آگاہ ہو چکا تھا آپ علیہ السلام کی ذات کو اس نے غنیمت جانا اور اپنا مختار کل بنا کر قحط وغیرہ کے سارے انتظامات آپ علیہ السلام کے سپرد کر دیئے۔

برادرانِ یوسف علیہ السلام

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ الی آخر رکوع

قحط کا اثر عالمگیر تھا، اور غلہ مصر کے سوا کہیں نہیں ملتا تھا، چنانچہ کنعان سے بھی ایک قافلہ آیا جو برادران یوسف علیہ السلام پر مشتمل تھا، یہ لوگ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو یہ بھائیوں کو پہچان گئے مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ جب غلہ دیا گیا تو آدمی پیچھے ایک اونٹ بوجھ کے حساب سے اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ہمارا ایک علاتی بھائی بھی گھر پر ہے جس کا اونٹ ہم لے کر آئے تھے کہ اس کے حصہ کا بھی غلہ لیجائیں گے حضرت یوسف علیہ السلام

نے کہا کہ ہم آدمی کے حساب سے غلہ دیتے ہیں اونٹ کے حساب سے نہیں اگر تم کو اپنے بھائی کا حصہ بھی لینا ہے تو اب کے آنا تو اُس کو بھی ساتھ لیتے آنا، اور اگر ایسا نہیں کیا تو ہم تم کو جھوٹا سمجھیں گے اور سرے سے غلہ ہی نہ دینگے اور خبردار پھر تم ہمارے پاس آنا بھی نہیں۔ ادھر یہ کہا اور ادھر اُن کے تھیلے میں اُن کے وہ مال بھی رکھوا دیئے جو غلہ کی قیمت دینے کی غرض سے لائے تھے

برادرانِ یوسفؑ جب وطن پہنچے تو سارا واقعہ باپ سے بیان کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بہت تعریف کی پھر تھیلے کھولے تو اپنی پونجی کو دیکھکر اور بھی خوش ہوئے، اور باپ سے اِصرار کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی بنیامین کو بھی اب کے اُن کے ساتھ مصر کو جانے کی اجازت دیں ورنہ غلہ نہیں ملیگا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے تو راضی نہ ہوتے تھے مگر آخر کار اجازت دیدی اور چند نصیحتیں کیں اور حفظ ماتقدم کی تدبیریں بتا کر اللہ پر بھروسہ کر کے روانہ کیا۔

دو بچھڑے ہوئے بھائیوں کا آپس میں ملنا

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ الی آخر رکوعہ کنعانی دوسری مرتبہ جب حضرت یوسفؑ کے دربار میں آئے تو اور بھی زیادہ اُن کی خاطر و مدارات کی گئی، ایک خاص دعوت کے موقع پر یہ انتظام کیا گیا کہ ایک ایک میز پر دو دو سگے بھائی بیٹھ جائیں، سب نے ایسا ہی کیا اخیر میں ایک بنیامین بچ گئے اُنھوں نے اپنے کو تنہا دیکھا تو اپنے سگے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو یاد کر کے رونے لگے، حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے اس کا سبب دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ اس کا ایک بھائی یوسف نامی تھا جو اس وقت اس کو یاد آگیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو ہم ان کو اپنے ساتھ لیجا کر کھانا کھلائیں۔ بھائیوں نے کہا کہ آپ کی طرف سے یہ بھی ہماری عزت افزائی ہے۔

الغرض حضرت یوسف علیہ السلام اپنے سگے بھائی بنیامین کو اپنے خاص کمرے میں لے گئے اور اپنے کو ظاہر کر دیا پھر تسلی تشفی دے کر کہا کہ تم ہمارے پاس رہو ہم تم کو کسی طرح سے روک لینگے اور بھائیوں کو ابھی کسی بات کی خبر نہ ہونے پائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے چند روز کے بعد غلہ وغیرہ دیکر سب بھائیوں کو رخصت کیا تو "شاہی جام" بنیامین کے شلیتے میں اُن لوگوں کی آنکھ بچاکر رکھوا دیا اور پھر اسی الزام میں اُن کو روک لیا، بھائیوں نے رہا کرانے کی بہت کوشش کی مگر آخرِ کار بے نیل مرام کنعان کو لوٹ گئے۔

بدی کا بدلہ نیکی

فَلَمَّا اسْتَا يْئَسُوا مِنْهُ الی آخر رکوع

حضرت یعقوب علیہ السلام کو جب اس نئے حادثہ کی خبر ملی تو حضرت یوسفؑ کا غم تازہ ہوگیا اور بے اختیار ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یاد کرنے لگے۔ ثابت ہو چکا تھا کہ باوجود حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت کے اللہ تعالیٰ کی محبت کا درجہ بلند اور غالب ہے اور اب وقت تھا کہ رحمتِ الٰہی جوش زن ہو، اس لیے اس مرتبہ پھر بیٹوں کو بڑی امیدوں کے ساتھ مصر کی طرف روانہ کیا۔

برادرانِ یوسفؑ پھر حضرت یوسفؑ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنے باپ کی طرف سے جو کہنا تھا وہ کہا اور بتایا کہ ہم چور نہیں ہیں۔ بنیامین بوڑھے باپ کا سہارا تھے اُن کو آپ نے روک لیا ہے اس سے ہمارے باپ اور بھی محزون ہوگئے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے باپ کا پیام سنا تو ضبط نہ کرسکے اور بے اختیاری کے عالم میں بھائیوں سے بولے کہ وہ وقت بھی یاد کرو کہ یوسفؑ کے ساتھ تم نے کیا کیا تھا، بھائی پہلے سے بھی کچھ کچھ بھانپ رہے تھے کہ ہو نہ ہو یہ یوسفؑ ہے اب جو اُن کی زبان سے اس کلمہ کو سنا تو بے تحاشہ بول اُٹھے کہ "کیا تم یوسفؑ ہو" حضرت یوسفؑ نے کہا "ہاں! ہم یوسفؑ ہیں" اور بنیامین

ہمارا بھائی ہے ہم پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل فرمایا اور وہ واقعی گناہ سے بچنے والوں اور ایذا دہی پر صبر کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔

بھائیوں نے بھی اعتراف کیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو ہم سب پر فضیلت دی اور در اصل ہم سب قصوروار ہیں جو چاہے سزا دو۔ کریم ابن الکریم ابن الکریم نے ہنس کر کہا! لا تثریب علیکم الیوم، آج تم پر کوئی الزام نہیں ہم تمہارا قصور معاف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف فرمائے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

کچھ دنوں تک بھائیوں کو شاہی مہمان رکھا پھر اہل کنعان اور اہل خاندان کے لئے بیش قیمت تحائف دیکر باپ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ آپ سب لوگ کچھ دنوں کے لئے ہمارے پاس تشریف لے آئیں یہ حال بھی معلوم ہو چکا تھا کہ فراق میں روتے روتے باپ کی آنکھیں جاتی رہی ہیں اس لئے اپنا قمیص بھی دیا اور کہا کہ اس کو والد بزرگوار کے چہرۂ مبارک پر ڈالنا گئی ہوئی روشنی پھر آجائے گی۔

انجام

فَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ الیٰ آخر رکوع

مصر سے جب کنعان کی طرف قافلہ روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو پہنچ گئی اور جب پیراہن یوسفی یعقوب علیہ السلام کے چہرۂ مبارک پر ڈالا گیا تو آنکھیں روشن ہو گئیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اب تک جو صدمے اٹھائے وہ ضرب المثل ہیں لیکن اس وقت جو خوشی حاصل ہوئی اس کا اندازہ بھی کون کر سکتا ہے بیٹوں نے بھی اپنی خطا کا اقرار کیا اور کہا کہ اے والد بزرگوار اللہ تعالیٰ سے بھی ہمارے گناہ بخشے جانے کی دعا فرمائیے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے پورے خاندان کو مصر میں اپنے پاس آنے کی دعوت دی

تھی اس لیے حضرت یعقوب علیہ السلام سب کو لے کر مصر میں آئے، اس موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام نے انکی رہائش اور استقبال کو جو کچھ شاہانہ انتظام نہ کیا ہو وہ کم ہے تخت شاہی پر اپنے باپ اور اپنی خالہ کو جو بمنزلہ ماں کے تھیں اور جنہوں نے اُن کی پرورش کی تھی اپنے ساتھ بٹھایا اور سب بھائی سجدۂ تعظیمی بجالائے اُس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنا خواب یاد آگیا اور کہا کہ اے باپ یہ ہمارے خواب کی تعبیر ہے۔

یہ بھی روایت ہے کہ زلیخا نے اسلام قبول کیا، وہ بوڑھی ہو چکی تھیں پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی دُعا سے دوبارہ جوان ہوئیں اور حضرت یوسف علیہ السلام سے اُن کی شادی ہوئی اور دو لڑکے بھی ہوئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو عمر کا حصہ بھی بہت ملا تھا، ان سب بخششوں پر آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور دُعا کی کہ دُنیا اور آخرت میں تو ہمارا کارساز ہو اور اے میرے خدا مجھے اپنی فرمان برداری کی حالت میں دنیا سے اُٹھا اور اپنے خاص بندوں میں شامل کرے۔

خوشنودیٔ محبوب

جب کسی ایک چیز کی محبت کو غلبہ حاصل ہو جاتا ہے تو دوسری چیز کی محبت مغلوب ہو جاتی ہے یہاں تک کہ محب بھی محبوب ہی کی تابع فرمان بن جاتا ہے اور اب صرف اس بات میں اس کی مسرت پنہاں ہوتی ہے کہ کاش اس کا محبوب اس کو کوئی حکم دے اور اس کے بجالانے کا وہ فخر حاصل کر سکے۔

پس یہ ناممکن ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی محبت ہو اور وہ سراپا محکوم سراپا عبد بنکر کائنات کی ہر شے کو اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نثار نہ کر دے!

"مصلح"